32

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے کارنامے

(فرمودہ ۱۸ ستمبر ۱۹۲۵ء)

تشہد، تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

میں نے پچھلی دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان کاموں میں سے ایک کام بتایا تھا جسے علماء نہیں کر رہے تھے اور اگر کوئی علماء میں سے کر بھی رہے تھے تو وہ وہی تھے جو قرب نبوت کی وجہ سے ایک نبی کی شعاعوں کو اپنے قلب میں جذب کر رہے تھے۔ آج میں ایک دوسرا کام بتاتا ہوں کہ وہ بھی سینکڑوں سالوں سے بغیر کئے پڑا تھا۔ علماء اسے دیکھتے تھے لیکن باوجود دیکھنے کے اسے کرتے نہیں تھے۔ اس کے نتائج دیکھ رہے تھے لیکن یا تو وہ اس کی اصلاح کی طرف توجہ ہی نہیں کرتے تھے یا اگر اصلاح کی طرف توجہ کرتے تھے تو ایسی طرح کہ وہ اور بھی خراب ہو جاتا تھا اور یہ وہ کام ہے جس کے لئے قرآن کریم بتاتا ہے کہ انبیاء آئے اور وہ توحید کا مسئلہ ہے۔

شروع سے لے کر آخر تک قرآن کریم کو پڑھ جاؤ۔ اس میں کوئی بھی رکوع ایسا نہیں ملے گا جس میں اگر تفصیلاً" نہیں تو اجمالاً اور اگر اجمالاً نہیں تو اشارۃً" شرک کا رد نہ کیا گیا ہو اور جتنے انبیاء بھی آئے وہ بھی سب دنیا کو یہی کہتے رہے کہ خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔

پس یہی وہ بہت بڑا کام ہے جس کے لئے انبیاء دنیا میں آتے رہے ہیں یا یوں کہو کہ نبیوں کے بڑے بڑے کاموں میں سے یہ ایک بڑا کام ہے جسے وہ دنیا میں آکر کرتے ہیں جہاں یہ ایک بڑا کام ہے۔ وہاں یہ ایک نہایت ضروری کام بھی ہے۔ کیونکہ اگر لوگ خدا تعالیٰ کے متعلق یہ یقین کرنے والے نہ ہوں کہ وہ واحد ہے اور اس کے کاموں میں اس کی طاقتوں میں اور اس کی صفات میں اس کا کوئی شریک نہیں تو پھر دنیا میں ایمان پیدا بھی نہیں ہو سکتا اور دنیا اس طرح امن میں بھی نہیں رہ

سکتی۔ جس طرح کہ خدا تعالیٰ کو واحد ماننے سے رہ سکتی ہے۔ اسے پھر خدا کے ساتھ نہ وہ محبت ہو سکتی ہے جو ہونی چاہیے اور نہ ہی اس قدر خوف اس کے دل میں پیدا ہو سکتا ہے کہ وہ اس کی وجہ سے برائیوں سے بچے اور نیکیوں کے کرنے کی حرص اس میں پیدا ہو۔

پس نبیوں کا بڑا اور پہلا کام یہی ہوتا ہے کہ وہ خدا کے متعلق دنیا کو یہ یقین کرا دیں کہ وہ جو کچھ ہے۔ اکیلا ہی ہے اس کے ساتھ کوئی اور ساتھی نہیں۔ یا اس جیسا کوئی اور خدا نہیں۔ کیونکہ نبیوں کے دنیا میں آنے کی بڑی غرض یہی ہوتی ہے کہ وہ خدا کی وحدانیت کو دنیا میں پھیلا دیں اور دنیا جو شرک کی راہ پر جا رہی ہے اسے اس سے ہٹا کر توحید کی سڑک پر چلا دیں۔

دوسرا کام خدا تعالیٰ کی صفات کے متعلق ہوتا ہے۔ اور وہ یہ ہوتا ہے کہ دنیا میں یہ ایمان پیدا کر دیں کہ خدا کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ اگر عبادت کے لائق کوئی ہے تو وہی ایک ذات ہے جس نے دنیا کو پیدا کیا۔ انسانوں کو بنایا اور پھر ان کی ضروریات کے سامان مہیا کئے۔ پس حضرت آدمؑ سے لے کر رسول کریم ﷺ تک جس قدر بھی انبیاء گزرے ہیں۔ سب کی تعلیم کے اندر ایک یہی مسئلہ ملے گا۔ جو نہایت اہم ہے کہ خدا پر یقین لاؤ اور اسے ایک سمجھو۔

چونکہ خدا کو ایک وہی جانے گا جو اسے مانتا ہے۔ اس لئے انبیاء خدا تعالیٰ کو منواتے بھی ہیں اور کئی طرح کے دلائل پیش کر کے دنیا پر اسے ظاہر بھی کرتے ہیں اور جب دنیا اس بات پر ایمان لے آتی ہے کہ واقعی کوئی خدا ہے جو اس سب کاروبار کا مالک ہے تو پھر وہ اس کی وحدانیت منواتے ہیں۔ چنانچہ قرآن شریف میں یہی نقطہ مرکزی ہے اور اسی پر سارے انبیاء کام کرتے ہیں اور اسی کے اندر سب کچھ آ جاتا ہے کیونکہ یہ ایک ایسا اہم مسئلہ ہے جس کے بغیر نہ ایمان پیدا ہو سکتا ہے اور نہ روحانیت پیدا ہو سکتی ہے بلکہ خدا تعالیٰ کے قرب میں جانے کی کوئی امید ہی نہیں پیدا ہو سکتی۔

رسول کریم ﷺ کو اس کے متعلق اس قدر جوش تھا کہ آپ کے مخالف بھی اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ آپؐ اٹھتے بیٹھتے۔ چلتے پھرتے ہر وقت خدا ہی خدا پکارتے تھے۔ چنانچہ فرانس کا ایک مؤرخ لکھتا ہے اور خواہ کچھ کہو اور کوئی بھی الزام محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر لگاؤ۔ لیکن مجھے تو ایک بات ایسی اس میں نظر آتی ہے کہ جب سے دنیا قائم ہوئی ہے۔ تب سے کسی شخص میں دیکھی نہیں گئی۔ اور وہ یہ ہے کہ جس وقت سے اس نے نبوت کا اعلان کیا ہے اس وقت سے لے کر موت کے وقت تک ایک ہی لفظ اس کی زبان پر رہا اور وہ اللہ کا لفظ تھا۔ گویا اسے ایک دھن تھی۔ اور جنون تھا کہ خدا کو منوانا ہے اور اسے دنیا میں ظاہر کرنا ہے۔

پس وہ لوگ جو آنحضرت ﷺ کے اس کام کو جنون کہتے ہیں کہ آپ ہر وقت خدا کہتے رہے وہ بھی اس بات کے تو قائل ہیں کہ آنحضرت ﷺ کا اہم، بڑا اور پہلا کام خدا کو اور خدا تعالیٰ کی وحدانیت کو منوانا تھا۔ یہ جنون ہی سہی مگر یہ وہی چیز ہے کہ اس جنون کے رکھنے والے کو بعد کے لوگوں نے کامل سمجھا اور اگر کامل نہ سمجھا تو کم از کم اتنا تو یقین کیا کہ ایسا شخص برا نہیں ہو سکتا جو دن رات خدا خدا کرتا رہے اور اس کو اس کی وحدانیت کو اور اس کی صفات کو منوانے کی دھن میں ہر وقت لگا رہے بہرحال آنحضرت ﷺ کی اس حالت کو دیکھ کر یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی اور تمام انبیاء کی دنیا میں آنے کی غرض یہی ہوتی ہے۔ کہ شرک مٹائیں اور خدا تعالیٰ کو منوائیں۔ اس کی وحدانیت کو دنیا میں پھیلا دیں۔ اسی کام کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی مبعوث ہوئے۔

جس وقت حضرت مسیح موعودؑ مبعوث ہوئے۔ آپ کے آنے سے پہلے شرک ایسا پھیل گیا تھا کہ توحید گویا کبھی دنیا میں آئی ہی نہ تھی اور آپ کے ذریعے خدا نے پھر توحید قائم کی۔ خدا تعالیٰ کی محبت مسلمانوں کے دلوں سے اٹھ گئی تھی۔ نہ صرف وہ ایمان اس پر نہیں رہا تھا جو آنحضرت ﷺ نے پیدا کیا تھا بلکہ لوگ اسے چھوڑ کر اوروں کی پرستش میں لگے ہوئے تھے۔ اس کی وحدانیت کو بھی بھلا بیٹھے تھے۔ حضرت مسیح موعودؑ جب تشریف لائے۔ تو آپ نے خدا کے حکم کے ماتحت سعید روحوں کو صراط مستقیم دکھلایا۔ ان کے دلوں میں خدا تعالیٰ کی محبت ڈال دی اور شرک سے ہٹا کر اس کی طرف لگا دیا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اس کی توحید کو دنیا میں پھیلا دیا۔ اور اب جب تک مسلمان کہلانے والے آپ کے بتائے ہوئے طریق پر نہیں چلیں گے اور اپنے خیالات اور اعتقادات کی اصلاح نہ کریں گے۔ تب تک اس شرک سے نکل کر جس میں وہ پھنسے ہوئے ہیں توحید پر قائم نہیں ہو سکیں گے۔

غرض دنیا آپ کے آنے سے پہلے طرح طرح کے شرکوں میں پھنسی ہوئی تھی اور تو اور خود مسلمان بھی اس سے نہیں بچے ہوئے تھے۔ خدا کو چھوڑ کر دوسروں کے پیچھے لگ گئے تھے۔ کوئی نہیں تھا جو انہیں سیدھا راستہ دکھاتا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مبعوث ہو کر شرک سے بچنے کا طریق بتایا۔ اور خدا تعالیٰ کی توحید کو دنیا میں قائم کیا۔

ممکن ہے۔ کوئی کہہ دے وہابی بھی تھے جو شرک مٹا رہے تھے۔ قبروں کی پرستش سے روکتے تھے۔ قبروں پر دیئے جلانے سے منع کرتے تھے۔ مردوں سے حاجتیں طلب کرنے اور مرادیں

مانگنے کے خلاف تھے۔ پھر حضرت مرزا صاحب کی شرک کے خلاف آواز بلند کرنے میں کیا خصوصیت ہوئی لیکن یہ کہنے والے اتنا نہیں سوچتے کہ اگر وہابیوں کے اس قسم کے خیال اس بات کی دلیل ہو سکتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب نے کوئی ایسا کام نہیں کیا تو پھر ایک عیسائی کے لئے یہ گنجائش ہے کہ وہ کہدے تاریخوں سے ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ سے پہلے کئی آدمی تھے۔ جو توحید کی تعلیم دیتے تھے۔ا ہ پس جب ان سے پہلے بھی توحید کی تعلیم دینے والے موجود تھے تو آنحضرت ﷺ کی اس میں کیا خصوصیت ہوئی مثلاً آنحضرت ﷺ سے پہلے توحید کی تعلیم دینے والوں میں سے حضرت عمرؓ کے چچا تھے جو بتوں کی پرستش سے ہٹا کر لوگوں کو خدا کی پرستش کے لئے کہتے تھے۔ اور انہیں اس پر گھمنڈ بھی تھا کہ میں توحید کی تعلیم پھیلا رہا ہوں۔ اگر خدا نے نبی بنانا ہوتا تو مجھے بناتا۔ اس کا جو جواب عیسائیوں کے لئے ہوگا۔ وہی جواب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے متعلق ہمارا ہے اور جس طرح آنحضرت ﷺ ہی باوجود توحید کے تعلیم دینے والوں کے ہوتے ہوئے حقیقی طور پر توحید کے تعلیم دینے والے تھے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام بھی باوجود ان لوگوں کے موجود ہونے کے (اگر ان کے متعلق یہ مان بھی لیا جائے کہ وہ توحید کے تعلیم دیتے تھے) حقیقی طور پر تعلیم توحید دینے والے تھے مگر میں جانتا ہوں کہ مولوی لوگ آنحضرت ﷺ کے متعلق عیسائیوں کے اس سوال کا صحیح جواب نہیں دے سکیں گے۔ اس لئے وہ جواب بھی میں خود ہی دے دیتا ہوں۔

بات دراصل یہ ہے کہ لوگوں کا منہ سے کہہ دینا شرک نہ کرو اور توحید پر قائم رہو اور توحید فی الواقع پھیلانا ان دونوں باتوں میں بہت بڑا فرق ہے اور اتنا ہی فرق ہے۔ جتنا ان باتوں میں ہے کہ ایک شخص تو بیمار سے کہے میاں علاج کر اور دوسرا اسے بیماری کا نسخہ لکھ کر دے دے کہ اسے استعمال کر۔ وہ لوگ جو آنحضرت ﷺ سے پہلے توحید پھیلاتے نظر آتے ہیں۔ وہ صرف علاج کرو کہتے تھے۔ لیکن رسول کریم ﷺ نے آکر نسخہ لکھ دیا اور بتایا کہ توحید یہ ہے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام سے پہلے بھی لوگ یہ کہتے تھے کہ شرک نہیں کرنا چاہیے اور توحید کا قائل ہونا چاہیے لیکن وہ جانتے نہیں تھے کہ توحید کیا ہے۔

ایسے لوگوں میں سب سے پیش پیش وہابی تھے مگر انہیں حقیقی توحید سے کوئی تعلق نہ تھا۔ کیا وہ لوگ بھی توحید سمجھ سکتے ہیں جو یہ مانیں کہ حضرت مسیح ناصری نے بھی پرندے پیدا کئے تھے۔ حالانکہ خلق کرنے کی صفت صرف خدا تعالیٰ ہی کی ہے۔ پھر کیا وہ لوگ توحید کی حقیقت پا سکتے ہیں۔ جو یقین

رکھتے ہوں کہ مسیح ناصری مردے زندہ کیا کرتے تھے۔ حالانکہ دنیا میں مردوں کا زندہ ہونا سنت اللہ کے خلاف ہے۔ پھر کیا وہ لوگ توحید جان سکتے ہیں جو ایک انسان میں دیگر خدائی صفات مانتے ہوں۔ مثلاً ان وہابیوں کے نزدیک حضرت مسیحؑ کو بھی اسی طرح علم غیب حاصل تھا۔ جس طرح خدا تعالیٰ کو ہے۔ چنانچہ وہ کہتے ہیں حضرت مسیح علیہ السلام لوگوں کا روزانہ کھایا پیا بتا دیا کرتے تھے۔ بے شک وہ یہ کہتے ہیں کہ حضرت مسیح یہ سب کچھ باذن اللہ کرتے تھے۔ لیکن مشرکین میں سے کون ہے جو باذن اللہ نہیں لگاتا۔ عیسائی - ہندو اور دوسرے تمام اس قسم کے عقائد رکھنے والے سب یہی کہتے ہیں کہ جنہیں وہ خدا کا شریک بناتے ہیں۔ وہ سب باذن اللہ خدائی کا کام کرتے ہیں پس جب مشرک بھی باذن اللہ کہتے ہیں اور باوجود باذن اللہ کہنے کے ان کے اس قسم کے کاموں اور عقیدوں کو دیکھ کر انہیں مشرک کہا جاتا ہے۔ تو کیا وجہ ہے کہ مسلمان کہلانے والوں کو مشرکانہ عقائد رکھنے کی وجہ سے اس لئے مشرک نہ کہا جائے کہ وہ حضرت مسیحؑ کے متعلق باذن اللہ کے الفاظ لگاتے ہیں۔ بات یہی ہے کہ دونوں مشرک ہیں ایک پر ذرا پردہ پڑا ہوا ہے اور دوسرے پر بالکل نہیں۔

البتہ زرتشتی کہتے ہیں کہ خدا دو ہیں ایک نیکی کا خدا اور دوسرا شر کا۔ لیکن ان کی کتابوں میں بھی لکھا ہے کہ آخر شر کا خدا تباہ ہو جائے گا اور نیکی کا خدا رہ جائے گا۔ پس بدی کے خدا کی ہلاکت بتاتی ہے کہ وہ کسی اور کے ماتحت ہے۔ جو اس کو ہلاک کر دے گا۔ اسی طرح جو باقی رہ جائے گا وہ نیکی کا خدا ہوگا۔ اصل خدا ہرمزکو مانتے ہیں اور اہرمن اور یزدان دو اور خدا قرار دیتے ہیں مگر ان کے کام جو بتاتے ہیں - ان سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو جبرائیل اور عزرائیل کی طرح سمجھتے ہیں۔ یعنی جبرائیل اور عزرائیل فرشتوں کو انہوں نے یہ نام دے دیئے ہیں اور بطور خدا ان کو ماننا شروع کر دیا ہے۔ اصل میں وہ بھی ایک ہی خدا قرار دیتے ہیں لیکن باوجود اس کے اذن اللہ کہنے کا ہر ایک میں دستور پایا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ مشرک مقلد قبروں پر سجدے کرنے والوں میں بھی یہ بات پائی جاتی ہے۔

تو اذن اللہ کہنے والوں کے متعلق یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس طرح وہ مشرک نہیں ہوتے۔ سید عبدالقادر جیلانی کے مرید بھی یہی اذن اللہ کہا کرتے ہیں مگر ان کے مشرکانہ خیالات سے کون ناواقف ہے۔ پس وہابیوں کا فریق بڑا ہی توحید کا مدعی تھا اور ہے مگر وہ بھی شرک سے پر ہے جیسا کہ ابھی میں نے ان کے حضرت مسیح کے متعلق عقائد سے بتایا ہے۔ یہ صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی تھے۔ جنہوں نے خاص توحید کو پیش کیا اور مسیح علیہ السلام کی حیات کی تردید کر کے اس شرک کو مٹا دیا۔ جو اس مسئلے کی وجہ سے عام طور پر پھیلا ہوا تھا۔

شائد بعض لوگ کہہ دیں گے سر سید احمد خان صاحب بھی حضرت عیسیٰ کی وفات کا قائل تھا۔ لیکن اس میں بھی فرق ہے۔ سر سید اس لئے وفات مسیح کے قائل نہ ہوئے تھے کہ اس سے خدا تعالیٰ کی توحید پر اثر پڑتا ہے بلکہ اس لئے تھے کہ موجودہ زمانہ کی سائنس حضرت مسیح کی حیات کے خلاف تھی۔ پس انہوں نے بھی اس مسئلے کی توحید پر بناء نہیں رکھی۔ بلکہ نیچریت پر رکھی ہے۔ دیکھو ایک دہریہ اور نیچری خدا کو نہیں مانتا۔ وہ بھی وفات مسیح کا قائل ہوگا اور وہ ان معجزات کو بھی نہیں مانے گا۔ جو حضرت مسیح کے متعلق بیان کرکے انہیں خدائی صفات میں شریک بنایا جاتا ہے لیکن اس سے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ توحید الٰہی کی وجہ سے ایسا کرتا ہے یہی حال سر سید احمد خاں کا تھا۔ پس ایک شخص تو اس لئے مسیح کی حیات کا انکار کرتا ہے کہ خدا ہی نہیں مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس لئے اس کا انکار کرتے ہیں کہ خدا ہے اور اس کا قانون یہ ہے کہ سب کو وفات دے۔ سر سید یورپ کے اعتراضات سے بچنے کے لئے حیات مسیح کا انکار کرتا تھا۔ لیکن حضرت مرزا صاحب خدا تعالیٰ کے جلال کے لئے ایسا کرتے ہیں اور ان دونوں باتوں میں بہت بڑا فرق ہے۔ دیکھو اگر کسی جگہ کچھ اسباب پڑا ہو۔ اور اور ایک شخص اسے اٹھالے کہ میں اس کے مالک کے گھر پہنچاؤں اور ایک اس لئے اٹھائے کہ میں اسے اپنے گھر لے جاؤں۔ تو ایسے شخص ہرگز برابر نہیں ہو سکتے۔ سید احمد صاحب نے اگر ایسی کوشش کی تو صرف یورپ والوں کے اعتراضات سے بچنے کے لئے لیکن حضرت مرزا صاحب نے خدا کا جلال ظاہر کرنے کے لئے یہ کام کیا۔ گو کام ایک ہی ہے۔ لیکن نتائج کے لحاظ سے ان میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت تو دینی کہلائے گی۔ اور سر سید کی قومی تو کہلائے گی لیکن دینی نہیں کہلا سکتی۔ پس جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدا کی توحید کو قائم کیا۔ اس زمانہ میں اس کی کوئی دوسری مثال نہیں اور یہ صرف نبیوں کا ہی کام ہے۔

شائد بعض یہ کہیں کہ یہ جو کچھ مرزا صاحب نے کیا۔ سب کچھ قرآن شریف میں موجود تھا مثلاً قرآن پکار پکار کر وفات مسیح کا اقرار کر رہا تھا۔ پھر مرزا صاحب نے کیا کیا۔ مگر سوال یہ ہے کہ اگر یہ سب کچھ قرآن شریف میں موجود تھا۔ تو مولویوں نے کیوں نہ نکال لیا اور کیوں نہ اسے دنیا میں پیش کیا اور اس سے کام لیا۔ اس سے تو مولویوں کی اور بھی زیادہ بیوقوفی کا ثبوت ملتا ہے کہ ایک چیز جس کے متعلق وہ کہتے ہیں کہ موجود تھی لیکن باوجود اس کے موجود ہونے کے انہوں نے اسے استعمال نہ کیا۔ افسوس ہے کہ مولویوں کے سامنے قبر پرستی ہوتی رہی۔ مولویوں کے سامنے لوگ بت

پرستی کرتے رہے۔ مولویوں کے سامنے لوگ درختوں پر ٹونے کرتے رہے۔ پتھروں پر ٹونے کرتے رہے۔ گدھوں تک کی قبروں کی پرستش کی جاتی رہی لیکن وہ نہ روک سکے اور اب جب کہ حضرت مرزا صاحب نے شرک کو مٹانے والی کئی لاکھ کی جماعت کھڑی کر دی۔ کہتے ہیں مرزا صاحب نے کوئی نیا کام آ کے نہیں کیا اور توحید کو قائم نہیں کیا۔ اس وقت جبکہ سب کچھ ہو رہا تھا انہوں نے کیا کیا۔ نہ قرآن سے ہی انہیں وہ کچھ نظر آیا جو حضرت مرزا صاحب نے نکال کر ان کے آگے رکھ دیا اور نہ ہی وہ طریق معلوم ہوئے جن پر چلتے ہوئے حضرت مرزا صاحب نے شرک کی بیخ کنی کی۔ مگر اب کہنا شروع کر دیا کہ یہ سب کچھ قرآن شریف میں موجود تھا۔ موجود تو تھا مگر تم نے اس سے کیا فائدہ اٹھایا۔ کیا تم نے اس کے ذریعہ دنیا کو شرک سے روکا۔ روکنا کیا تھا۔ مولوی بیچارے تو آپ ہی قبروں پر چراغ جلاتے تھے اور کئی قسم کے شرکوں میں مبتلا تھے اور ان میں سے جس کسی نے اس کے برخلاف کچھ کیا وہ بھی دھڑا بندی سے کیا نہ کہ توحید کے لئے۔

اگر وہابی خدا تعالیٰ کی توحید قائم کرنے کے لئے قبروں وغیرہ کی پرستش سے روکتے تو حضرت مسیح کو ہرگز زندہ نہ مانتے۔ وہ چونکہ ایسے بزرگوں کے قائم مقام تھے جو اس قسم کے کام کرتے تھے۔ اس لئے وراثتاً یہ کام کرتے تھے اور اپنے آباء کو دیکھ کر ایسا کرتے تھے نہ کہ فی الوقع انہیں توحید کا خیال تھا۔ وہ چونکہ ان لوگوں کی اولاد تھے جنہوں نے توحید کو پھیلایا۔ اس لئے ان میں یہ باتیں تھیں۔ اگر مقلدوں کے ہاں پیدا ہوتے تو یہ بھی مقلد ہی ہوتے۔ پس ان کا اتنے ہی پر خوش ہونا اور جب حقیقی علاج بتایا گیا۔ تو اس پر بگڑنا اور ایسا علاج بتانے والے کی مخالفت کرنا بتلاتا ہے کہ وہ توحید پر عقیدۃً" نہیں تھے۔ بلکہ رسماً" تھے لیکن حضرت مرزا صاحب عقیدۃً" اس پر قائم تھے اور لاکھوں انسانوں کو قائم کر دیا۔

حضرت مسیح موعودؑ نے اور کام بھی کئے اور توحید کو بھی پیش کیا۔ اور خدا کے بتائے ہوئے طریق کے ماتحت اس طرح پیش کیا کہ دنیا کا حال ہی بدل گیا۔ لوگ شرک میں پھنسے ہوئے تھے۔ ان کے ہر عقیدہ میں شرکیہ باتیں داخل ہو چکی تھیں۔ مگر آپ نے عقائد کی بھی اصلاح کی اور عملی طور پر بھی لوگوں کو شرک سے بچایا کیا کوئی مولوی ایسا کر سکتا تھا۔ یا کسی مولوی نے ایسا کیا۔ غالباً یہ کہہ دیا جائے گا کہ مولوی بھی ایسا کر سکتے ہیں لیکن کر سکنے کا سوال نہیں کرنے کا سوال ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق کر لینے کا ثبوت موجود ہے۔ بات یہ ہے کہ چونکہ کامل توحید انبیاء کے ذریعہ ہی آتی ہے اور عقل سے نہیں بلکہ خدا سے علم پا کر آتی ہے۔ اس لئے انبیاء ہی اس کے لئے

آتے ہیں اور انبیاء ہی اسے حقیقی طور پر قائم کر سکتے ہیں۔ پس حضرت مرزا صاحب نے بھی چونکہ اصل توحید قائم کی اور دوسرے کسی کو اس کی توفیق نہ ہوئی۔ اس لئے آپ سچے نبی تھے۔ کیونکہ آپ ہی شرکیہ عقیدوں کو بدل کر توحید کو لوگوں میں پیدا کر سکے۔

آج میں نماز کے بعد تین جنازے پڑھاؤں گا پہلا جنازہ میاں غلام نبی صاحب ایڈیٹر الفضل کے بھائی کا ہے۔ جو چین میں فوت ہوئے ہیں۔

میں نے کہا ہوا ہے میں ان احمدیوں کے جنازے پڑھایا کروں گا۔ جو کسی ایسی جگہ فوت ہوں جہاں جنازہ پڑھنے والے موجود نہ ہوں یا اگر ہوں تو بہت کم تعداد میں ہوں۔ جنازہ اپنے مرنے والے بھائی کی ایک خدمت ہے اور چونکہ ایسی جگہ جہاں احمدیوں کی کافی تعداد نہ ہو۔ فوت ہونے والے احمدی کا جنازہ اس وجہ سے کم لوگ پڑھنے والے ہوتے ہیں کہ وہ احمدی تھا اس لئے ہمارا فرض ہے کہ ہم ایسے بھائی کی آخری خدمت کریں۔ اس وجہ سے یہ جنازہ پڑھاؤں گا۔

دوسرا جنازہ حکیم فضل الرحمٰن صاحب کی والدہ کا ہے۔ حکیم صاحب دینی خدمت کے لئے افریقہ گئے ہوئے ہیں اور پیچھے ان کی والدہ فوت ہو گئی ہیں۔ اس لئے ان کا بھی حق ہے کہ ان کی والدہ کا جنازہ پڑھا جائے تاکہ ان کے دل میں نہ گزرے کہ میں اپنی ماں کا جنازہ نہ پڑھ سکا۔

تیسرا جنازہ مولوی فضل کریم صاحب کے بھائی عبدالکریم صاحب کا ہے جو قلعہ صوبہ سنگھ میں فوت ہوئے ہیں۔ وہ وہاں کے انجمن کے پریذیڈنٹ تھے اور پرانے آدمیوں میں سے تھے۔ سلسلہ کے کاموں میں گہری دلچسپی لیتے تھے۔ میں نماز کے بعد یہ تین جنازے پڑھوں گا۔ سب دوست ان میں شامل ہوں۔

(الفضل ۲۶ ستمبر ۱۹۲۵ء)

۱۔ بخاری کتاب مناقب الانصار باب حدیث زید بن عمرو بن نفیل۔